اسلام کا اجتماعی نظام:

اسلام میں عمر رسیدہ اشخاص کے حقوق

از: احمد رفائی

اسلام ایک ایسا دین ہے جس نے انسانی زندگی کے تمام شعبوں اور مرحلوں کا احاطہ کرتے ہوئے ان سے متعلق احکام و حقوق کی مکمل اور بھرپور وضاحت کردی ہے سردست تعلیمات عالیہ اہلبیت علیہم السلام کی روشنی میں سن رسیدہ افراد سے متعلق حقوق و احکام موضوع بحث ہیں۔

شیخ اور سن رسیدہ کے لغوی معنی و مفہوم:

علامہ فیروز آبادی قاموس میں رقمطراز ہیں کہ شیخ وہ ہے جس کی عمر ۵۰ یا ۵۱ سال سے زیادہ ہوگئی ہو۔ شیخوخہ کا اطلاق ۵۰، ۵۱ سال سے لیکر آخر عمر یا پھر ۸۰ سال تک پہوتا ہے۔[1] مسن سے مراد عمر رسیدہ شخص ہے۔[2] اور ہرم سے مراد شیخوخہ کا آخری مرحلہ ہے[3]

امام جعفر بن محمد صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بڑھاپے کی تین علامتیں ہیں۔ نگاہ کا کمزور ہونا، کمر کا جھکنا اور قدم کا لڑکھڑانا ہے[4] اور حدیث میں "کبر" سے مراد شیخوخہ کا آخری مرحلہ ہے۔ شیب اور شیبہ سے مراد بالوں کا سفید ہونا ہے۔[5] اور اصمعی سے منقول ہے کہ شیب سے مراد بیاض شعر ہے۔[6]

شیخوخہ طبی اعتبار سے:

طبی اعتبار سے شیخوخہ بذات خود کوئی بیماری نہیں ہے لیکن اس کی وجہ سے جسم کو متعدد بیماریاں لاحق ہوتی ہیں۔ کھال خشک اور بال سفید ہوجاتے ہیں، عضلات نیل کا ایک حصہ کھودیتے ہیں اور اس کی قوت کم ہوجاتی ہے، اور ایک قسم کا مادہ کیلشیم ختم ہونے کی وجہ سے

ہڈیاں کمزور ہوجاتی ہیں اور ان کے ٹوٹنے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں، آنکھوں میں مروت کم ہوجاتی ہے نظام ہضم یادداشت اور قوت سماعت بھی متاثر ہوتی ہے جسم کا دفاعی نظام کمزور اور ورم آنے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ نیند کم آتی ہے اور پٹھوں میں اس کا اثر آتا ہے جس کی وجہ سے حرکت کم ہوجاتی ہے، کئی اور دیگر تبدیلیاں جسم کو لاحق ہوتی ہیں جن کا تعلق علم طب سے ہے۔

شیخوخہ اور مسن:

اہل لغت مرحلہ شیخوخہ کی تعیین میں مختلف افکار وعقائد کے حامل ہیں۔ مشہور قول یہ ہے کہ اس کا آغاز ۵۰ کے بعد ہوتا ہے۔ [8] طریحی نے مجمع البحرین میں ذکر کیا ہے کہ شیخ وہ ہے جس کی عمر ۶۰ یا ۴۰ سال سے زیادہ ہو۔ [9] اور قرطبی کے نزدیک شیخ وہ ہے جس کی عمر ۴۰ سال سے زیادہ ہو [10] اور ایک قول یہ بھی ہے کہ مرحلہ شیخوخہ کا آغاز ۶۰ کے بعد ہوتا ہے۔ [11]

انسانی احوال کی تبدیلی میں مضمر الٰہی حکمت:

حوادث اور فطری امور تشریعی اوامر کی طرح حکمت خداوندی اور تدبیر الٰہی کے تابع ہیں مرحلہ شیخوخہ کے اندر خاص مصالح مضمر ہیں جن کی طرف دینی نصوص میں اشارہ کیا گیا ہے، ان میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں؟

معرفت خالق اور اس پر ایمان لانے کے مواقع:

انسانی زندگی کا مقصد اللہ تعالٰی کی عبادت کے ذریعے مرتبہ کمال کو پہنچنا ہے، عبادت معرفت معبود کے بغیر متحقق نہیں ہوسکتی، معرفت ہی انسان کے اندر خشوع وخضوع احساس بندگی اور عبودیت پیدا کرتی ہے، اللہ تعالٰی نے آفاق اور خود انسان کے اندر بے شمار آیات اور نشانیاں رکھدی ہیں جن سے اسکی معرفت حاصل ہوتی ہے، اللہ سبحانہ تعالٰی کا ارشاد ہے۔

سنريهم آياتنا فى الآفاق وفى انفسهم حتى يتبين لهم انه الحق-[۱۱] اب ہم دکھائیں گے ان کو اپنے نمونے دنیا میں اور خود ان کی جانوں میں یہاں تک کہ کھل جائے ان پر کہ یہ ٹھیک ہے۔ اور ان آیات میں سے ایک انسان کے اندر ہونے والی تبدیلی ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے۔ الله الذى خلقكم من ضعف ثم جعل من بعد ضعف قوة ثم جعل من بعد قوة ضعفا وشيبة يخلق مايشاء وهو العليم القدير-[۱۲] اللہ ہے جس نے بنایا تم کو کمزوری سے پھر دیا کمزوری کے پیچھے زور پھر دیگا، زور کے پیچھے کمزوری اور سفید بال بناتا ہے جو کچھ چاہے اور وہی سب کچھ جانتا کرسکتا ہے۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قول ”ويكلم الناس فى المهد وكهلا ومن الصالحين“[۱۳] اور باتیں کرے گا لوگوں سے جبکہ ماں کی گود میں ہوگا اور جبکہ پوری عمر کا ہوگا اور نیک بختوں میں ہے“ سے مراد عقیدہ نصاریٰ ”الوہیت عیسیٰ علیہ السلام“ کی تردید ہے اس لئے کہ آیت عیسیٰ علیہ السلام کے اندر ہونے والی تبدیلی کی طرف اشارہ کرتی ہے جو کہ اللہ کی صفت کے منافی ہے، انسان کے اندر ہونے والی تبدیلی اس کے اللہ کا بندہ اور مخلوق ہونے کی دلیل ہے، شیخ طوسی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جس نے اپنی ذات میں غور کیا وہ اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ اولاً اس کا کوئی وجود نہ تھا محض ایک قطرہ تھا پھر جما ہوا خون، پھر گوشت کی بوٹی پھر ہڈی، پھر جنین، پھر اس کے اندر روح پھونکی گئی، پھر ایک مدت تک شکم مادر میں رہا اس کے بعد اس کی ولادت ہوئی پھر عمر کی منزلیں طے کرتا ہوا شیخوخہ اور ہرم کو پہنچا اور پھر موت نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا[۱۴] انسان کے اندر ہونے والی یہ تغیر وتبدیلی اسے یقین دلاتی ہے کہ کوئی ایک قادر مطلق ہے جس کی مشیت سے ہی ایسا ہوتا ہے، اس طرح انسان کو اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

بلاشبہ شیخوخہ ہر طرح کی رکاوٹ جوائز اور موانع کو دور کرکے انسان کو حقیقت کے ادراک کا ایک بہترین موقع عنایت کرتا ہے قدرت کا احساس معرفت حق اور اس کی طرف متوجہ ہونے میں ایک اہم رکاوٹ ہے کیونکہ انسان کو جب استعداد اور قدرت حاصل ہوتی ہے

تو وہ اپنی کمزوری اور عاجزی سے غفلت برتتا ہے اور وہ یہ بھول جاتا ہے کہ ارادت خالق کے تحت ہے بلکہ بسا اوقات وہ سرکش ہوجاتا ہے، ارشاد ربانی ہے"ان الانسان لیطغی ان رآہ استغنیٰ ۵ا؎ "آدمی سر چڑھتا ہے اس لئے کہ دیکھے اپنے آپ کو بے پروا" لیکن جب اس کو اپنی زندگی کے اس مرحلہ میں اپنی کمزوری وعاجزی کا شدت سے احساس ہوتا ہے تو خواب غفلت سے بیدار ہوکر حقیقت کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے، ملاھادی سبزواری جن کا شمار حکماء مدرسہ اہل بیت میں ہوتا ہے اپنی کتاب شرح الاسماء الحسنیٰ ۱۶؎ میں لکھتے ہیں باوجودیکہ انسان تمام حالات اور عمر کے تمام مراحل میں رزق کا محتاج اور رحم کا مستحق ہوتا ہے مگر اس کی ضرورت کمزور ترین حالات حالۃ طفولۃ اور حالۃ ذبول میں خاص طور پر نمایاں اور ظاہر ہوتی ہے یہاں تک کہ اس کا وہم تخیّل اور خیال واحب بھی اس کی عاجزی اور بے مائگی کا اعتراف کرلیتے ہیں۔

بعث اور آخرت پر ایمان:

قرآن نے حیات انسانی کے اندر ہونے والی فطری تغیر وتبدیلی کو جن کا مشاہدہ ہر انسان اپنی زندگی میں کرتا ہے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر دلیل وحجت کے طور پر پیش کیا ہے، چنانچہ ایمان بالبعث اور آخرت کے متعلق شکوک وشبہات کو دور کرنا تقدیر شیخوخہ کے الٰہی حکمتوں اور رازوں میں سے ایک راز اور ایک حکمت ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔"یایھا الناس ان کنتم فی ریب من البعث فانا خلقنکم من تراب ثم من نطفۃ ثم من علقۃ ثم من مضغۃ مخلقۃ وغیر مخلقۃ لنبین لکم ونقر فی الارحام مانشاء الی اجل مسمیٰ ثم نخرجکم طفلاً ثم لتبلغوا اشدکم ومنکم من یتوفی ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم من بعد علم شیئا" ۱۷؎

"اے لوگو اگر تم کو دھوکا ہے جی اٹھنے میں تو ہم نے تم کو بنایا مٹی سے پھر قطرہ سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کی بوٹی نقشہ بنی ہوئی سے اور بدون نقشے بنی ہوئی سے اس واسطے کہ تم کو کھول کر سنادیں اور ٹھہرا رکھتے ہیں ہم پیٹ میں جو کچھ چاہیں ایک وقت معین

تک پھر تم کو نکالتے ہیں لڑکا پھر جب تک کے پہنچو اپنی جوانی کے زور کو اور کوئی تم میں سے قبضہ کر لیا جاتا ہے اور کوئی تم میں سے پھر چلایا جاتا ہے نکمی عمر تک تا کہ سمجھنے کے پیچھے کچھ نہ سمجھنے لگے۔"

مکارم اخلاق سے متصف ہونے اور ابدی زندگی کے لئے تیار ہونے کا ایک موقع:

مرحلہ شیخوخہ حیات انسانی کا ایک اہم مرحلہ ہے بایں طور کے ابدی زندگی کے متعلق وجہ فکر کی تحدید و تعیین میں نمایاں رول ادا کرتا ہے اس مختصر موقع سے صحیح فائدہ اٹھانے میں انسان کی غفلت بہت بڑے خسارے بلکہ شقاوت ابدی کا موجب ہوتی ہے، اس غرض سے اللہ تعالیٰ نے خود انسان کی زندگی میں بہت ساری نشانیاں رکھ دی جو اسے تنبیہ کرتی رہتی ہیں کہ وہ غفلت نہ برتے، بذات خود شیخوخہ کے آثار مثلاً داڑھی اور سر کے بال کا سفید ہونا اور جسمانی قویٰ کا کمزور ہوجانا ان نشانیوں میں سے ہے جو انسان کو احساس دلاتی ہیں کہ وہ دنیاوی زندگی کی آخری سانسیں لے رہا ہے اسے دنیاوی زندگی میں مشغول رہ کر ابدی زندگی کے لئے تیاری سے غفلت نہیں برتنا چاہئے، امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ انسان کو چاہئے کہ وہ اللہ سے ڈرتا رہے، اپنے آپ کو عیوب سے بچائے اور درازی عمر کے ساتھ نیکی میں اضافہ کرتا رہے"۸؎ وہ عمر رسیدہ حضرات جو حیات بعد الموت اور ثواب وعقاب پر ایمان رکھتے ہیں انہیں مرحلہ شیخوخہ میں آنے والی زندگی کے متعلق فکر کرنی چاہئے سمو معنوی اور تکامل روحی سے متصف اور فضائل حمیدہ سے مزین ہو کر الٰہی معارف کی تکمیل فرائض اسلامیہ کی ادائیگی کے ذریعہ ابدی زندگی کی سعادت وکامرانی کے لئے تیاری کرنی چاہئے، یہ مرحلے زندگی اپنے آپ کو ایک سنہرا موقع عنایت کرتا ہے، اس مرحلہ میں حیوانی نزوات وخواہشات اور معاصی پر آمادہ کرنے والی تصلیبیں اور طبیعتیں کمزور ہوجاتی ہیں، مرد مومن شیخوخہ سے خائف نہیں ہوتا ہے بلکہ خوش دلی سے اس کا استقبال کرتا ہے، اسے یہ اچھے اخلاق سے متصف ہونے تقویٰ، عمل صالح اور موت کے لئے تیاری کرنے کا سنہرا موقع عنایت کرتا ہے، طیالسی سے مروی ہے کہ میں نے ابو

عبدالسلام علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ بڑھاپہ مومن تک تیز رفتاری سے پہنچتا ہے اور یہ مومن کے لئے دنیا میں وقار اور قیامت کے روز نور ساطع ہے، اللہ نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کو یہ وقار بخشا تو انہوں نے کہا کہ اے میرے رب یہ کیا ہے ارشاد ہوا کہ یہ وقار ہے، اس وقت انہوں نے کہا اے میرے رب میرے وقار میں اضافہ فرما۔ ۹۱ موت کے لئے مستعد اور تیار ہونیکا مطلب اضمحلال، یاس اور نا امیدی نہیں ہے بلکہ اس سے مراد مکارم اخلاق اور سمو معنوی سے متصف ہونا اور فرائض اسلامیہ کو بحسن وخوبی ادا کرنا ہے امیر المومنین علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ موت کے لئے تیار ہونے سے کیا مراد ہے، امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ فرائض کی ادائگی، محارم سے اجتناب اور اچھے اخلاق سے متصف ہونا ہے، پھر اس کے بعد کوئی فکر نہیں کہ موت کب آئے ۹۲ ایک خاص مرحلہ میں جسم انسان کی نمو و ترقی کے رک جانے اور انسان کو تکالیف و مصائب سے دوچار ہونے میں جو اللہ کی حکمت مضمر ہے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام صادق علیہ السلام نے مفضل بن عمر سے فرمایا ”جسم انسان کی ترقی ایک مرحلہ میں پہنچ کر رک جاتی ہے کیونکہ اگر ایسا ہوجائے گا تو جسم عظیم اور ثقیل ہوجائے گا اس کے لئے چلنا پھرنا یہاں تک کہ حرکت کرنا مشکل ترین ہوجائے گا اس کے اندر مصنوعات لطیفہ سے بے رغبتی پیدا ہوجائے گی اگر انسان کو مصیبت اور تکلیف، پہنچے تو پھر کیونکر وہ خواہش و منکرات سے باز آئے، اللہ کے حضور روئے گڑگڑائے اور لوگوں کے لئے اس کی اندر عطف و رحم کا جذبہ پیدا ہو، کیا تم نہیں دیکھتے کے جب انسان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو روتا گڑگڑاتا ہے اور اپنے رب سے لولگاتا ہے۔

شیخوخہ کے شرعی احکام:

شرعی احکام عدل و حکمت پر مبنی ہیں، انکے اندر انسان کی قدرت اور جسمانی و عقلی استطاعت کا خیال رکھا گیا ہے تا کہ مشقت و حرج کے موجب نہ ہوں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر“ ۹۳ اللہ چاہتا ہے تم پر آسانی اور نہیں چاہتا تم

پر دشواری" وہ شرعی احکام جن کو ادا کرنے کے لئے جسمانی طاقت قوت کی ضرورت ہوتی ہے عمر رسیدہ اشخاص کے ذمہ سے ساقط ہوجاتی ہیں ان احکام کی عدم ادائیگی سے وہ اس ثواب واجر سے محروم نہیں ہوتے جو اللہ انہیں ادا کرنے والوں کو عطا فرماتا ہے بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ انکو اتنا ہی ثواب عطا فرماتا ہے جتنا کہ انہیں شیخوخہ سے قبل ان احکام کو ادا کرنے پر عطا کرتا تھا جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جب مسلم درازی عمر سے کمزور اورضعیف ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتہ کوحکم دیتا ہے کہ اس کے نامہ اعمال میں اتنی ہی نیکیاں درج کرے جتنا کہ وہ ایام جوانی میں کرتا تھا اور ایسے ہی جب بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتے کوحکم فرماتا ہے کہ اس کے نامہ اعمال میں اتنی ہی نیکیاں لکھے جتنا کہ وہ تندرست اورصحت مند ہونے پر کرتا تھا ۲۲ شیخوخہ کی وجہ سے ساقط ہونے والے بعض شرعی احکام مندرجہ ذیل ہیں۔

نماز جمعہ:

علامہ حلی قدس سرہ نے نہایۃ الاحکام میں تحریر کیا ہے کہ نماز جمعہ میں حاضر ہونے کے وجوب کے لئے دس شرطیں ہیں ۲۳

۱۔ بلوغ ۲۔ عقل ۳۔ نر ۴۔ آزادی ۵۔ مریض نہ ہو ۶۔ اندھا نہ ہو ۷۔ لنگڑا نہ ہو ۸۔ شیخوخہ") منتھی میں ہے کہ شیخ کبیر پر نماز جمعہ میں حاضر ہونا واجب نہیں ہے اور یہی ہمارے علماء کا مذہب ہے اور بالغ میں اس کو عجز اور شدید مشقت کے ساتھ خاص کیا گیا ہے بعض اصحاب نے اس کی تعبیر ہرم یعنی شیخ فانی سے کی ہے جیسا کہ شرائع میں مذکور ہے جبکہ بعض نے اس کی تعبیر مومن کبیر سے کی ہے جیسا کہ ارشاد میں ہے، روض میں ہے کہ بشرطیکہ وہ مسجد تک جانے سے عاجز ہو یا پھر اسے وہاں تک جانے میں اتنی شدید مشقت ہو جس کا انسان عادتا متحمل نہیں ہوتا۔ لیکن یہ سارے قیود وشرائط بلا دلیل وحجت ہیں اس لئے کہ نصوص مطلق ہیں اور مترتب ہیں صدق کبیر پر جیسا کہ صحیح زرارہ میں ہے یا شیخوخہ کی اضافت کے

ساتھ جیسا کہ خطبے کی روایت میں ہے۔ ۴۴ے

روزہ:

شیخ جعفر کاشف الغطاء فرماتے ہیں کہ روزہ واجب ہونے کی ساتویں شرط یہ ہے کہ عمر رسیدہ نہ ہو، مرض عطاش نہ ہو اور قلیل اللبن دودھ پلانے والی عورت نہ ہو ان لوگوں پر روزہ واجب نہیں ہوتا ہے ۴۵ے شہید ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ عمر رسیدہ چاہے مرد ہو یا عورت جب روزہ رکھنے سے عاجز ہو یا اسے اس میں شدید مشقت ہوتی ہو تو ہر دن کے بدلے ایک مد فدیہ دے گا اور اس پر قضا نہیں ہے ۴۶ے اور علامہ حلی قدس سرہ نے تحریر کیا ہے کہ مفید ، سید مرتضی اور ہمارے اکثر علماء کا قول ہے کہ جو شخص روزہ رکھنے سے عاجز ہو اس پر کفارہ واجب نہیں ہوتا، شیخ صحیح میں حلبی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ حلبی نے کہا کہ میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے عمر رسیدہ کے بارے میں جو رمضان میں روزہ رکھنے سے عاجز ہو دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ ہر دن کے بدلے اتنا صدقہ کرے جو ایک مسکین کے کھانے کیلئے کافی ہو، اور صحیح میں محمد بن مسلم سے مروی ہے کہ میں نے ابوجعفر علیہ السلام کو فرماتے سنا کہ شیخ کبیر اور اس شخص کیلئے جسے مرض عطاش لاحق ہو ماہ رمضان میں افطار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، ان میں سے ہر ایک ہر دن کے بدلے ایک مد طعام صدقہ کرے اور ان پر قضا نہیں ہے، اگر وہ صدقہ دینے پر قادر نہ ہوں تو ان پر صدقہ بھی نہیں ہے۔ ۴۷ے

جہاد:

محقق سبزواری قدس سرہ فرماتے ہیں کہ وجوب جہاد کے لئے شرط ہے کہ نہ ہو اور شیخ ہرم نہ ہو۔ ۴۸ے

حرمت نظر:

صاحب الجواہر قدس سرہ فرماتے ہیں کہ عدم جواز نظر کے حکم سے اس چھوٹی بچی کو

مستثنیٰ کرنا ضروری ہے جو مظنہ شہوۃ نہ ہو اور ایسے ہی اس عمر رسیدہ عورت کو جسے درازی عمر کی وجہ سے دیکھنے میں لذت اور فتنے کا کوئی اندیشہ نہ ہو اور جامع المقاصد میں ہے کہ شیخ کبیر کے لئے جواز نظر میں احتمال ہے۔۹۹

دوران حج بعض اعمال کے ترتیب کا سقوط:

علامہ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ شیخ قدس سرہ نے نھایہ اور مبسوط میں تحریر کیا کہ متمتع جس حج میں کوئی گڑبڑی کردے تو اس کے لئے طواف وسعی جائز نہیں سوائے اس صورت کے کہ وہ منیٰ جائے اور موقفین میں وقوف کرے الا یہ کہ شیخ کبیر ہو جو مکہ واپس ہونے پر قادر نہ ہو یا بیمار ہو یا ایسی عورت ہو جسے حیض کا اندیشہ ہو ان کے لئے طواف حج اور سعی میں کوئی حرج نہیں۔۱۰۰

مسن کے حقوق:

حق ان اجتماعی مفاہیم میں سے ہے جو محتاج تعریف نہیں البتہ اس کے منشاء کے متعلق بحث مناسب ہوگی، کیا یہ صرف اجتماعی قبولیت ہے یا اس کے ساتھ ساتھ حکومت کی مدد اور تاکید ضروری ہے، یا منشا حق فطرت پر مبنی الٰہی احکام واوامر ہیں، اس کے اندر عرف اجتماعی کی رعایت ہوگی یا نہیں؟ بلاشبہ مدرسہ اہل بیت کی نقطے نظر سے منشا حق عدل وحکمت پر مبنی الٰہی احکام واوامر میں جو عوام کی موافقت یا حکومت کی حمایت وتائید کے محتاج نہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" ولو اتبع الحق اھوائھم لفسدت السموات والارض و من فیھن بل اتینھم بذکرھم فھم عن ذکرھم معرضون۔۱۰۱

"اور اگر سچا رب چلے ان کی خوشی پر تو خراب ہوجائیں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے کوئی نہیں ہم نے پہنچائی ہے ان کو ان کی نصیحت سو وہ اپنی نصیحت کو دھیان نہیں کرتے"

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے" فاقم وجھک للدین حنیفا فطرۃ اللہ التی فطر الناس

علیھا لا تبدیل لخلق اللہ ذلک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون "۴۲
"سو تو سیدھا رکھ اپنا منھ دین پر ایک طرف کا ہو کر وہی تراش اللہ کی جس پر تراشا لوگوں کو بدلنا نہیں اللہ کے بنائے ہوئے کو یہی ہے دین سیدھا ولیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔" اس طرح مسن کے حقوق کا منشا عمر رسیدہ اشخاص کے متعلق ان الٰہی احکام واوامر کے مجموعے کا نام ہے جن سے عمر رسیدہ اشخاص کے صلاح کے لئے قوانین کا استنباط ہوتا ہے۔
اسلام میں عمر رسیدہ اشخاص کے حقوق کی دو اہم خاصیتیں ہیں اول الذکر یہ کہ ان کا تعلق تشریع الٰہی سے ہے اور دوسری یہ کہ وہ فطرت انسان کے مطابق ہیں، اسلام میں مسن کے حقوق کی تلخیص دو بنیادی اور اہم حقوق میں کی جاسکتی ہے، ان میں سے ایک حق تکریم وتوقیر ہے اور دوسرا حق امان ہے، ذیل میں اس کی تشریح مصادر شرعیہ کے ساتھ درج کرتا ہوں،

حق تکریم وتوقیر:

حق تکریم اسلام میں عمر رسیدہ اشخاص کے مسلمہ حقوق میں سے ہے جس کی صراحت مدرسہ اہل بیت نے کی ہے حتیٰ کہ بعض فقہا نے اسکو امامیہ کے جملہ اصول ومعتقدات میں شمار کیا ہے، شیخ صدوق قدس سرہ فرماتے ہیں کہ" امامیہ کے نزدیک اللہ کی وحدانیت کا اقرار... عمر رسیدہ شخص کا اکرام، بڑوں کی عزت اور چھوٹوں کے ساتھ شفقت دین کے اہم رکن ہیں ۴۳ اس کی صراحت وضاحت بہت ساری حدیثوں میں موجود ہے جن میں سے بعض یہ ہیں جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ" عمر رسیدہ مسلم کا اکرام واجلال اللہ کے اجلال کی طرح ہے ۴۴ رسول مقبول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ' وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی عزت نہ کرے ۴۵ اور امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ" جس نے عمر رسیدہ شخص کی عزت کی اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ رکھے گا ۴۶ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عمر رسیدہ شخص اپنی فیملی میں ویسے ہی ہے

جیسا کہ نبی اپنی امت میں رسول مقبولؐ عمر رسیدہ کے حقوق کا بہت خیال رکھتے تھے، مروی ہے کہ ایک مرتبہ ایک عمر رسیدہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اصحاب سے اسے جگہ دینے میں معمولی تاخیر ہوئی تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ "وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی عزت نہ کرے ۷؎ پیغمبر اکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس کے متعلق مذکور ہے کہ وہ حلم وحیاء اور صدق وامانت کی مجلس ہوتی تھی جس کے اندر شور وغل اور ہتک عزت کی کوئی گنجائش نہ ہوتی اہل مجلس کے اندر حسن تعلق خدا ترسی اور تواضع پائی جاتی تھی، وہ بڑوں کی عزت اور چھوٹوں سے شفقت کے ساتھ پیش آتے تھے ۸؎ قرآن کریم میں بڑی صراحت ووضاحت کے ساتھ اولاد کو اپنے سن رسیدہ والدین کی توقیر وتکریم کا حکم دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" وقضیٰ ربک الاتعبدوا الاایاہ وبالوالدین احسانا اما یبلغن عندک الکبر احدھما اوکلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھر ھما وقل لھما قولا کریما ۔واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ارحمھما کماربیانی صغیرا۔ ۹؎

"اور حکم کر چکا تیرا رب کہ نہ پوجو اس کے سوائے اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اگر پہنچ جائے تیرے سامنے بڑھاپے کو ایک ان میں سے یا دونوں تو نہ کہہ ان کو ہوں اور نہ جھڑک انکو اور کہہ ان سے بات ادب کی اور جھکادے ان کے آگے کندھے عاجزی کرکر نیاز مندی سے اور کہہ اے رب ان پر رحم کر جیسا پالا انہوں نے مجھ کو چھوٹا سا"

تکریم سے مقصود تکریم صوری نہیں بلکہ حسن تعلق ہے جس کی وضاحت امام زین العابدین علیہ السلام کے اس قول سے ہوئی ہے۔ جہاں تک عمر رسیدہ شخص کے حق کا تعلق ہے تو اس کا حق یہ ہے کہ اس کی عمر اور اسلام کا خیال رکھا جائے اگر اسلام میں تقدیم کے سبب اسے فضیلت حاصل ہے تو اس کے تقدم وسبقت کا لحاظ کیا جائے، اس سے لڑا اور جھگڑا نہ جائے اگر اس سے کوئی جہالت صادر ہو تو تحمل وبردباری سے کام لیا جائے، یہ خیال رہے کہ حق

مسن حق اسلام کی طرح ہے ۹۔ اس حدیث اور اس موضوع سے متعلق دیگر احادیث کی روشنی میں تکریم کے بعض مندرجہ ذیل علمی مصادیق و آثار کی تحدید و تعیین ہوتی ہے۔

حق تقدم:

انفرادی اور اجتماعی امور میں عمر رسیدہ شخص کے حق تقدم کی رعایت واجب ہے چلنے کسی مکان میں داخل ہونے کھانے اور اس طرح کے دیگر شخصی معاملات میں اسے دوسروں پر تقدم حاصل ہے جہاں تک اجتماعی تعلق کا سوال ہے تو اجتماعی امور کے انجام دینے میں مسن کو غیر مسن پر مقدم کیا جائے چنانچہ جب مسن اور غیر مسن دونوں علم اور دیگر فضائل میں برابر ہوں تو نماز کی امامت مسن کرے، علامہ حلی قدس سرہ فرماتے ہیں جب وہ دونوں ہجرت میں برابر ہوں بایں طور کہ دونوں نے ساتھ ہجرت کی ہو یا دونوں نے ہجرت نہ کی ہو، مسن کو مالک اور ابو عبیدہ کی حدیث کی روشنی میں مقدم کیا جائے گا اس لئے کہ عمر رسیدہ کو سلام میں سبقت حاصل ہے اور وہ توقیر و اجلال کا زیادہ مستحق ہے ۱۰۔ شہید اول نے فرمایا کہ اگر مقتدیوں کے درمیان مسئلہ امامت پر اختلاف ہو تو ہر فریق اپنے منتخب امام کے پیچھے نماز نہ پڑھے بلکہ دونوں فریق ایک امام کی اقتداء میں نماز ادا کریں، اور امامت کے لئے اسے جو قرآن کی قرأت احسن طریقے سے کرتا ہو حق تقدم حاصل ہوگا پھر اس کو جو زیادہ فقیہ ہو پھر وہ جو اشرف النسب ہو جیسا کہ مبسوط میں مذکور ہے اور مبسوط ہی میں دوسری جگہ مذکور ہے کہ شہید اول نے فرمایا کہ ہاشمی کو علی الاطلاق فوقیت و تقدیم حاصل ہے پھر اس کو جسے ہجرت میں تقدم حاصل ہو پھر عمر رسیدہ کو ۱۱۔ اور جعفر بن محمد سے مروی ہے کہ قوم کی امامت وہ کرے جو ہجرت میں مقدم ہو اگر اس میں برابر ہوں تو پھر وہ جو قرآن کی قرأت احسن طریقے سے کرتا ہو پھر وہ جو زیادہ فقیہ ہو پھر عمر رسیدہ ۱۲۔

حق بر و احسان:

چھوٹوں سے بڑوں کے ساتھ بر و احسان کا تعلق مطلوب ہے بلکہ اسلام اسے چھوٹوں

پر عمر رسیدہ شخص کا حق قرار دیتا ہے گرچہ یہ حق اولاد وبالذات والدین کا اپنی اولاد پر ہے مگر عمر رسیدہ اشخاص سے اس کا گہرا تعلق ہے اس لئے کہ شاذونادر ہی ایسا کوئی عمر رسیدہ شخص ہوگا جو صاحب اولاد نہ ہو، موجودہ سوسائٹی میں عمر رسیدہ اشخاص کی پریشانیوں ومشکلات کی اساس وبنیاد برے اخلاق اور ان مفاسد کے پھیلنے اور عام ہونے کی وجہ سے جو اختلاط نسب باہمی اعتماد وبھروسے کو ختم کرنے کے موجب ہوتے ہیں، خاندان کے افراد اور خاص طور پر باپ اور بیٹے کے آپسی تعلقات کا خراب ہونا ہے، عصر حاضر میں عمر رسیدہ اشخاص کی بنیادی مشکل نفسیاتی الجھنیں اور پریشانیاں ہیں جو دن بدن بڑھتی جارہی ہیں عمر رسیدہ اشخاص بکثرت نفسیاتی امراض میں مبتلا ہورہے ہیں، وہ اپنے فطری جذبات کو دبانے اور گھٹن کا شکار ہورہے ہیں مغربی سوسائٹی میں ان کے درمیان خودکشی کا رجحان بڑھ رہا ہے ریٹائرمنٹ کے بعد وہاں کے لوگوں کی زندگیاں دشوار اور تاریک ہوجاتی ہیں عمر رسیدہ عورتیں اپنی اولاد سے معنوی اور مادی مدد نہ ملنے کی وجہ سے تنگی محسوس کرتی ہیں، عمر رسیدہ اشخاص کو خواہ وہ مرد ہوں یا مادہ تکلیف دہ حالات کی وجہ سے ذہنی بیماریاں لاحق ہورہی ہیں، سوشل ویلفیئر ادارے بجائے ان کی پریشانیوں تکالیف اور مسائل کو دور کرنے کے ان کے نفسیاتی مشکلات اور ذہنی امراض میں اضافہ کے باعث ہورہے ہیں، سوشل اسکالر، تاوسند، عمر رسیدہ اشخاص کے لئے برطانیہ میں تعمیر شدہ مکانات اور دیگر موسسات میں رہنے والوں کے حالات کی تصویر کشی ان الفاظ میں کرتا ہے ”اور اس طرح الگ تھلگ ہونے کا احساس ان میں بڑھ جاتا ہے، اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرنے اور سابقہ دلچسپیوں میں حصہ لینے کے مواقع نہ ملنے کی وجہ سے وہ گھٹن کا شکار ہوجاتے ہیں یاس وناامیدی میں مبتلا ہوجاتے ہیں ان کے اندر سستی کاہلی اور بے زاری پیدا ہوجاتی ہے، ان کے اندر سے پیش قدمی کی خواہش جاتی رہتی ہے، تحسین وتزئین سے بیزاری برتتے ہیں اور خواب وخیال کی دنیا میں کھوئے رہتے ہیں،، فلیرمان امریکہ میں ان مشکلات اور مسائل کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ عمر رسیدہ اشخاص کے لئے تعمیر شدہ مکانات اور اس

طرح کی دیگر موسسات میں رہنے والے اشخاص کے حالات کا جائزہ لینے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان میں سے اکثر کے اندر گھٹن، ناامیدی اور بے رغبتی پائی جاتی ہے وہ اپنے کو حقیر اور کمتر سمجھتے ہیں حتیٰ کہ اپنے آپ سے نفرت کرتے ہیں، ان کے اندر شیخوخہ اور موت کے قرب کا احساس شدید ہوجاتا ہے۔

اسلام اولاد کو والدین کے حقوق کا خیال رکھنے اور اسے بحسن وخوبی ادا کرنے کی سخت تاکید کرتا ہے۔ خاص طور پر جب وہ عمر رسیدہ ہوں، اسلام نے اللہ کے حق عبودیت کے بعد اسکو سب سے بڑا اور اہم حق قرار دیا ہے، اس کا مقصد عمر رسیدہ اشخاص کے مشکلات کا ایک ایسا انسانی حل پیش کرنا ہے جو انسان کی فطرت اور روحانی تقاضوں کے عین مطابق ہو اس لئے کہ عمر رسیدہ اشخاص کو مادی دشواریوں سے زیادہ اہم نفسیاتی پریشانیاں ہیں، ان کی پریشانیاں محض ان کی مادی ضروریات کو ان کے لئے الگ گھر کی تعمیر اور حکومتی وسائل واسباب کے ذریعے پورا کرنے سے دور نہیں ہوسکتیں، انسان کو خاندان کے افراد کے ہاتھوں اپنی ضروریات کو تکمیل پانے کی صورت میں جو نفسیاتی سکون اور طمانیت قلب حاصل ہوتی ہے کسی اور ذریعے سے حاصل نہیں ہوسکتی اسلام نے خاندانی تعلقات وروابط کو اس قدر وسعت دی ہے کہ وہ پوری سوسائٹی کو شامل ہوجاتا ہے جس کے اندر مسلمان ایک خاندان کے افراد کی طرح محسوس ہوتے ہیں جن کے درمیان ایک ہی خاندان کے افراد کی طرح باہمی الفت ومحبت ہوتی ہے، امام زین العابدین علی بن حسین علیہما السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے زہری سے فرمایا کہ اے زہری اس میں کیا حرج ہے کہ تم تمام مسلمانوں کو اپنے گھر کے افراد کی طرح سمجھو، بڑوں کے ساتھ اس طرح پیش آؤ جیسا کہ تم اپنے والد کے ساتھ پیش آتے ہو اور چھوٹوں کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرو جیسا کہ اپنے بیٹے کے ساتھ کرتے ہو ہم بعض قرآنی آیات اور احادیث کو نقل کیا جاتا ہے جن میں والدین کے حقوق کی اہمیت کا بیان ہے، قرآنی آیات میں اس کی صراحت ہے کہ حق والدین حق اللہ کے بعد سب سے بڑا حق ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

"وقضیٰ ربک الاتعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا ۵؎" اور حکم کر چکا تیرا رب کہ نہ پوجو اس کے سوائے اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو، اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے "ووصینا الانسان بوالدیہ حملتہ امہ وھنا علی وھن ووفصالہ فی عامین ان شکر لی ولوالدیک الی المصیر" ۶؎ اور ہم نے تاکید کردی انسان کو اسکے ماں باپ کے واسطے پیٹ میں رکھا اس کو اس کی ماں نے تھک تھک کر اور دودھ چھڑانا ہے اس کا دو برس میں کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھی تک آنا ہے۔" والدین کے حقوق کی اہمیت اور ان کی فرمانبرداری کے وجوب کے سلسلہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ اہل بیت سے متعدد روایات مروی ہیں ابو ولاد حناط سے منقول ہے کہ میں نے ابوعبد اللہ علیہ السلام سے اللہ عزوجل کے قول "وبالوالدین احسانا" کے متعلق دریافت کیا کہ اس احسان کا کیا مطلب ہے تو انہوں نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تم ان کے ساتھ احسن طریقے سے رہو۔ اور جہاں تک اللہ عزوجل کے اس قول اما یبلغن عند ک الکبر احدھما اوکلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھر ھما "کا تعلق ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ باوجودیکہ وہ تمھیں پریشان کریں تم انہیں نہ جھڑکو یہاں تک کہ تم اف اور ہوں بھی نہ کہو، یہ اونیٰ اذی ہے جسے اللہ نے حرام کردیا ہے ۷؎ کتب فقہ میں اس کے مختلف اور متعدد فروعی مسائل درج کئے گئے ہیں، فقہائے امامیہ میں سے شہید اول نے ان کو مندرجہ ذیل دس حقوق میں جمع کیا ہے۔

ا۔ سفر مباح اور سفر مندوب والدین کی اجازت کے بغیر حرام ہے، کہا گیا ہے کہ تجارت اور طلب علم کے لئے سفر کرنا جائز ہے بشرطیکہ والدین کے ساتھ شہر میں رہ کر ان کے لئے مواقع نہ ہوں۔

۲۔ بعض فقہاء کا قول ہے کہ والدین کی اطاعت ہر فعل میں حتیٰ کہ مشتبہ امور میں بھی واجب ہے، اگر وہ اولاد کو اپنے ساتھ ایسے کھانے کو تناول کرنے کا حکم دیں جو اس کے خیال

میں مشتبہ ہے وہ ان کے ساتھ کھانے میں شریک ہوگا اس لئے کہ والدین کی اطاعت واجب ہے اور ترک شبہ مستحب۔

۳۔ اگر وہ اس کو کوئی کام کرنے کو کہیں اور نماز کا وقت ہو چکا ہو تو وہ نماز کو موخر کرے اور انکا حکم بجالائے۔

۴۔ کیا ان کو با جماعت نماز ادا کرنے سے منع کرنے کا حق ہے، اقرب یہی ہے کہ والدین کو علی الاطلاق یہ حق حاصل نہیں۔

۵۔ والدین کو اولاد کو جہاد سے روکنے کا حق حاصل ہے جیسا کہ مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ اے اللہ کے رسول میں آپ سے ہجرت اور جہاد پر بیعت کرتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہارے والدین میں سے کوئی ایک باحیات ہے اس نے کہا کہ دونوں باحیات ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم عند اللہ ماجور ہونا چاہتے ہو اس نے کہا کہ ہاں اے اللہ کے رسول، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ واپس اپنے والدین کے پاس جاؤ اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرو۔

۶۔ اقرب یہی ہے کہ ان کو فرض کفایہ سے منع کرنے کا حق ہے جب کہ اس کا علم یا گمان ہو کہ دوسرا اس کو ادا کر رہا ہے۔

۷۔ بعض فقہا کا قول ہے کہ اگر وہ اس کو دوران نماز آواز دیں تو وہ نماز منقطع کردے اور ان کو جواب دے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ ایک عورت نے اپنے بیٹے کو آواز دی جو نماز پڑھ رہا تھا، اے جریج، اسنے کہا اے اللہ ایک طرف میری ماں ہے اور دوسری طرف میری نماز، ماں نے پھر آواز دی، اے جریج، پھر اس نے کہا اللھم امی وصلاتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر جریج فقیہ ہوتا تو اسے ضرور معلوم ہوتا کہ ماں کو جواب دینا اس کی نماز سے افضل ہے۔

۸۔ ان کو کسی طرح کی تکلیف نہ پہنچنے دے

۹۔ باپ کی اجازت کے بغیر مندوب روزہ نہ رکھے

۱۰۔ والد کی اجازت کے بغیر دل میں وہ عہد نہ کرے الا یہ کہ انکا تعلق کسی واجب فعل یا ترک حرام سے ہو

والدین کی فرمانبرداری ان کے مسلمان ہونے پر موقوف نہیں ہے، اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے "ووصینا الانسان بوالدیه حملته امه وهنا علی وهن وفصله فی عامین ان الشکر لی ولوالدیک الی المصیر "۸؎

"اور اگر وہ دونوں تجھ سے لڑیں اس بات پر کہ شریک مان میرا اس چیز کو جو تجھ کو معلوم نہیں تو انکا کہنا مت مان اور ساتھ دے انکا دنیا میں دستور کے موافق"

والدین کے جملہ حقوق میں سے جن کا اسلام تاکید کرتا ہے اولاد پر والدین کا حق نفقہ ہے، صاحب جواہر فرماتے ہیں کہ "اصول یعنی باپ دادا اور دادی کا نفقہ علی الاطلاق اولاد پر واجب ہے چاہے وہ فاسق یا کافر ہی کیوں نہ ہوں، خاص طور پر والدین کے ساتھ ان کے کفر کے باوجود مصاحبت بالمعروف کا حکم دیا گیا ہے۔۹؎

جو کچھ میں نے ذکر کیا اس سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ اسلام عمر رسیدہ اشخاص کی دشواریوں اور مشکلات کو حل کرنے کی ذمہ داری صرف حکومت وقت پر نہیں ڈالتا بلکہ ان کے اوران کے خاندان کے افراد کے درمیان انسانی اورفطری تعلقات کو استوار کرنے کی تاکید کرتا ہے، مجتمع اسلامی عمر رسیدہ اشخاص کے حقوق تو محض حکومت کے قوانین کے تحت ادا نہیں کرتا بلکہ شرعی احکام کی تعمیل بھی اس کے پیش نظر ہوتی ہے جس میں اس کے احساسات وجذبات پورے طریقے سے شامل ہوتے ہیں۔

حق نصیحت اور ارشاد:

موجودہ سوسائٹی میں نوجوانوں کو نفسیاتی بیماریاں لاحق ہونے تشدد کو اپنانے اور نشہ

اورشراب کو استعمال کرنے کی بنیادی وجہ خاندانی تعلقات کا اچھا نہ ہونا ہے جس کی وجہ سے بڑوں کے تجربوں سے استفادہ کرنے کے مواقع میسر نہیں آتے ، جبکہ ان کے مشاہدات وتجربات نوجوانوں کو یاس ونا امیدی سے بچنے تشدد کو نہ اپنانے صحیح اور اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لئے جدوجہد کرنے اور اچھے اخلاق کو اپنانے میں مدد ومعاون ہوتے ہیں، احادیث میں بڑوں کے مشوروں اور تجربوں سے مستفید ہونے کی تاکید کی گئی ہے، امام علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ تم تجربہ کار لوگوں کی صحبت اختیار کرو اس سے بہت سی اہم اور قیمتی معلومات حاصل ہوتی ہیں ۴۹ امام نے یہ بھی فرمایا کہ آدمی کی رائے اسکے تجربے کے بقدر ہوتی ہے۔ ۵۰

حق امان:

یہ حق عمر رسیدہ اشخاص کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ مسن اور غیر مسن دونوں کے درمیان مشترکہ ہے لیکن حالت شیخوخت میں انسان کے فقر ومحتاجی کے مدنظر ان کے متعلق اس حق کی خاص تاکید کی گئی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ ان کی ضروریات زندگی مثلاً کھانا، کپڑا اور مکان کو اس طرح سے پورا کیا جائے کہ وہ سکون کی زندگی گزار سکیں اور اس مقصد کے حصول کے لئے جن اہم اور بنیادی اصولوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے ان میں سے ایک مشترکہ ذمہ داری ہے اور دوسرا سوشل سیکورٹی۔

مشترکہ ذمہ داری:

ہر مسلم اپنی قدرت کے بقدر اپنے متعلقین کی معیشت کا انتظام اور ان کی زندگی کو حفاظت فراہم کرنے کا ذمہ دار ہے، ابو عبد اللہ سے مروی ہے کہ "ایک مسلم کا دوسرے مسلم پر یہ حق ہے کہ وہ شکم سیر نہ ہو جبکہ اس کا بھائی بھوکا ہو، وہ عمدہ لباس زیب تن نہ کرے جبکہ اس کے بھائی کے پاس ستر چھپانے کو کپڑے نہ ہوں ۵۲ اور امام محمد باقر علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ "وہ شخص مجھ پر ایمان نہیں لایا جو شکم سیر ہو کر رات گزارے اور اس کا پڑوسی خالی پیٹ سوئے۔ ۵۳ امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب

کوئی مسلم کسی مسلم سے اپنی کسی ایسی حاجت کے متعلق سوال کرے جسے پورا کرنے پر وہ قادر ہو لیکن اس کے باجود وہ اسے پورا نہ کرے تو قیامت کے روز وہ اس حال میں اٹھے گا کہ اس کا چہرہ سیاہ ہوگا اور کہا جائے گا کہ خائن ہے اس نے اللہ اور اس کے رسول سے خیانت کی ہے پھر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا ۵۴؎

سوشل سیکورٹی:

حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کی معیشت کو بہتر بنائے اور ان کی زندگی کو حفاظت فراہم کرے، امام علی علیہ السلام نے اپنے ایک والی کو وصیت کی کہ ''تم مسکین ومحتاج کا خیال رکھو، ان کے سلسلہ میں اللہ سے ڈرتے رہو بیت المال سے ان کی مدد کرو، ان کے ساتھ حقارت آمیز سلوک نہ کرو ۵۵؎ محمد بن ابوحمزہ روایت کرتے ہیں کہ ''ایک مرتبہ ایک عمر رسیدہ سائل امیر المومنین کے پاس سے گزرا تو انہوں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہے لوگوں نے کہا کہ امیر المومنین یہ ایک نصرانی ہے، امیر المومنین نے فرمایا کہ تم اس سے خدمت لیتے رہے یہاں تک کہ جب وہ کمزور ہوگیا تو تم نے اسکو چھوڑ دیا تم بیت المال سے اس پر خرچ کرو۔ ۵۶؎

یہ روایت صراحتہ اس پر دلالت کرتی ہے کہ مخدوم کی ذمہ داری ہے کہ خادم کے کمزور اور معذور ہونے کے بعد اس کے اخراجات برداشت کرے، اس طرح اسلامی حکومت عمر رسیدہ اشخاص کی ضروریات کو پورا کرنے کی مکلّف ہے۔

خلاصہ بحث یہ ہے کہ اسلام نے عمر رسیدہ اشخاص کے دو بنیادی حقوق کی خاص تاکید کی ہے ان میں سے ایک حق تکریم وتوقیر اور دوسرا حق امان ہے، ان دونوں حقوق کی ادائگی سے عمر رسیدہ اشخاص کے مادی ونفسیاتی ضروریات کی تکمیل بطریقہ احسن ہوجاتی ہے۔

☆☆☆☆

حوالے:

۱۔ القاموس المحیط : ۳۲۵
۲۔ المصباح المنیر : ۳۲۹
۳۔ القاموس ۲: ۱۲۴
۴۔ الخصال : ۹۸
۵۔ المصباح المنیر :۳۲۸
۶۔ مجمع البحرین ۱: ۵۶۸
۷۔ تاج العروس ج ۲
۸۔ مجمع البحرین ۱۔: ۵۶۹
۹۔ الجامع الاحکام القرآن ۱۵: ۳۲
۱۰۔ جامع العلوم ۲: ۳۲۵
۱۱۔ فصلت: ۵۳
۱۲۔ الروم: ۵۴
۱۳۔ آل عمران: ۲۶
۱۴۔ الاقتصاد: ۱۶
۱۵۔ العلق: ۶۔۷
۱۶۔شرح الاسماء الحسنی ۱: ۲۵۱
۱۷۔ حج: ۵
۱۸۔شرح نہج البلاغہ الابن ابی الحدید ۲۰ ۲۷۸
۱۹۔ بحار الانوار ۷۵: ۱۳۸
۲۰۔ عیون اخبار الرضا ۱: ۳۹۷

۲۱۔بحار الانوار ۳: ۸۸
۲۲۔البقرۃ: ۱۸۵
۲۳۔بحار الانوار ۴۷: ۱۸۷
۲۴۔نہایۃ الاحکام ۲: ۴۱
۲۵۔الحدائق الناضرۃ ۱۰: ۱۵۱
۲۶۔کشف الغطاء: ۳۱۸
۲۷۔الروضہ البہیۃ ۲: ۱۲۷
۲۸۔منتہی المطلب ۲: ۲۱۸
۲۹۔کفایۃ الاحکام: ۴۷
۳۰۔مختلف الشیعۃ: ۲۹۲
۳۱۔المومنون: ۱۷
۳۲۔الروم: ۳۰
۳۳۔بحار الانوار ۱۰: ۴۰۵
۳۴۔الکافی ۲: ۱۶۵
۳۵۔نفس مصدر
۳۶۔وسائل الشیعۃ ۸: ۴۶۸
۳۷۔مجموعہ ورام ۱: ۳۴
۳۸۔بحار الانوار ۱۶: ۱۵۲
۳۹۔الاسراء: ۲۳۔۲۴
۴۰۔تحف العقول: ۲۷۰
۴۱۔منتہی المطلب ۱: ۳۷۵

۴۲۔البیان : ۳۴۱
۴۳۔المستدرک الباب ۴۵ من ابواب صلاۃ الجمعۃ،
۴۴۔بحار الانوار ۷۱: ۲۳
۴۵۔الاسراء: ۲۳
۴۶۔لقمان : ۱۴
۴۷۔بحار الانوار ۷: ۱۴۹
۴۸۔لقمان : ۱۵
۴۹۔جواہر الکلام ۳۱: ۳۷۲
۵۰۔نہج البلاغۃ کلمۃ ۴۶۸
۵۱۔غرر الحکم: ۳۴۴
۵۲۔الکافی ۲: ۱۷
۵۳۔الحیاۃ ۶: ۱۰۴
۵۴۔الوسائل ۱۱: ۵۹۷
۵۵۔نہج البلاغۃ،رسالہ ۵۳
۵۶۔الوسائل، الباب ۸ من ابواب جہاد العدو

❀❀❀